ابو عفراء عمران حسن

فاضل و متخصص جامعہ فاروقیہ

خادم طلبہ معہد عثمان بن عفان کراچی

کیا علم کلام جدید مدون ہونا چاہیے؟

کیا علم کلام جدید مدون ہونا چاہیے؟

علم کلام جدید کی دو جہتیں ہیں۔

نئے اصول کے اعتبار سے

علم کلام قدیم کے اصول بالکل کافی وافی ہیں، نئے سے نئے شبہات کا حل قدیم اصول سے ملتا ہے، اصول کے اعتبار سے کسی نئے علم کلام کی ضرورت نہیں، علم کلام کے نئے اصول مدون کرنا تعمیر کے بجائے تخریب بن جائے گا۔

نئے شبہات کے اعتبار سے

پرانے اصول پر نئی جزئیات کو منطبق کرنا اور پرانے اصول سے نئے شبہات کا جواب نکالنا، اس لحاظ سے علم کلام جدید مدون کرنا چاہیے، لہذا جدید علم کلام نئے شبہات کے اعتبار سے ہے۔

علم کلام جدید کا صحیح مقصود :
پرانے اصولوں سے نئے شبہات کا حل نکالنا

علم کلام جدید سے غلط مقصود

تحقیقات جدیدہ کو اصل مانا جائے اور اسلامی عقائد اور عملی زندگی سے متعلق احکامات میں تصرفات کرکے ان تحقیقات پر منطبق کیا جائے، جبکہ منطبق کرنے کا یہ عمل ان اسلامی عقائد اور عملی زندگی سے متعلق احکامات کے ساتھ کیا جائے جو کہ:

جو جمہور / اکثر مسلمانوں کے نزدیک متفق علیہ ہیں۔

قرآن و حدیث کے ظاہر سے بھی وہی سمجھ آتے ہیں۔

3

سلف صالحین سے محفوظ و منقول چلے آرہے ہیں۔

جدید تحقیقات کے بارے میں دو غلط فہمیاں

جن دعوؤں کا نام تحقیقات جدیدہ رکھا گیا ہے،
نہ وہ سب تحقیق کے درجے کو پہنچے ہوئے ہیں،
بلکہ زیادہ حصہ ظنی اور وہمی ہے۔

ان میں سے اکثر جدید نہیں، بلکہ پرانے
فلاسفہ کے کلام میں مذکور ہیں اور ہمارے
متکلمین نے ان پر کلام بھی کیا ہے۔

نئے شبہات کی قسمیں

پرانے شبہات کو دوبارہ زندہ کرنا

پرانے شبہات کو نئے عنوان سے پیش کرنا

3

نئی بنیاد / تحقیق یا نظریے وغیرہ کی وجہ سے نئے شبہات کا پیدا ہونا

جَزَاكُمُ ٱللَّهُ خَيْرًا